

مخالفت، معافی اور صلح

Confrontation, Forgiveness and Reconciliation

جب ہم یسوع کے پہاڑی و عظاً کو پڑھتے ہیں تو ہم جانتے ہیں کہ یہ تناضوری ہے کہ ہم اپنے ستانے والوں کو معاف کریں، یسوع نے تجھ کہا ہے کہ خدا بھی انہیں معاف نہیں کریگا جو دوسروں کو معاف نہیں کرتے ہیں۔ (متی ۱۵: ۲۶-۲۷)

کسی کو معاف کرنے سے کیا مراد ہے؟ آئیں دیکھتے ہیں کہ حوالہ کیا کہتا ہے۔ یسوع نے کسی کو معاف کرنے کا قرض معاف کرنے سے موازنہ کیا (متی ۱۸: ۳۴-۳۵)۔ تصور کریں کہ آپ نے اپنے قرضدار کو اس کا قرض معاف کیا ہے تو آپ وہ دستاویزات کو چھاڑ دالیں گے۔ آپ اس سے رقم آنے کی امید نہیں کریں گے اور اپنے قرض دار سے خفا بھی نہیں ہوں گے۔ اب آپ اسے اس انداز سے نہیں دیکھتے جیسے کہ پہلے دیکھتے تھے۔

اگر ہم جانیں کہ خدا سے معافی حاصل کرنے سے کیا مراد ہے تو پھر ہم معاف کرنے کو سمجھ سکتے ہیں۔ ہم نے جو کچھ بھی اسے ناخوش کرنے کے لیے کیا تھا بہم اس کے جواب دنہیں ہیں۔ وہ ہم سے اس گناہ کی وجہ سے ناراض نہیں ہے۔ وہ ہمیں اس کی تنبیہ نہیں کریگا اور نہ ہی سزا دیگا۔ ہمارا اس سے ملاپ ہو گیا ہے۔

جیسا کہ اگر میں کسی کو دل سے معاف کروں تو میں محبوں کو رونگا کو وہ شخص میرے دل میں ہے، رحم سے میں بدلتے یعنی کی خواہش پر غالب آؤں گا۔ اب میں اس شخص سے ناراض نہیں ہوں جس نے میری مخالفت کی ہے۔ اب ہماری صلح ہو گئی ہے۔ اگر میں کسی کے خلاف غصہ رکھتا ہوں تو میں نے اسے معاف نہیں کیا ہے۔

میکھی اکثر اس زمرے میں اپنے آپ کو یہ تو ف بنالیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے کسی کو معاف کر دیا ہے، ایسا نہیں کرنا بھی چاہیے لیکن پھر بھی دل میں کینہ رکھتے ہیں۔ وہ خطا کار کو دیکھنا نہیں چاہتے کیونکہ اس سے پھر انکا غصہ بھڑک اٹھتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں کیونکہ میں نے بھی ایسا کیا تھا۔ ہمیں اپنے آپ کو یہ تو ف نہیں بنانا چاہیے۔ یاد رکھیں کہ یسوع نہیں چاہتا کہ ہم اپنے ساتھی ایماندار سے بھی ناراض ہوں۔ (متی ۵: ۲۲)

میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں: کے معاف کرنا آسان ہے، وہ خطا کار جو کہ معافی کا طالب ہے یا وہ جو معافی نہیں مانگتا؟ پیش کیا جائے جس نے معافی طلب کی ہے نہ کہ جس نے معافی نہیں مانگی۔ ایسے شخص کو معاف کرنا ناممکن دکھائی دیتا ہے جس نے معافی طلب نہیں کی۔

آئیے ایک اور نقطے سے اس کا عندیہ لیتے ہیں۔ اگر میں اس خططا کار کو معاف نہ کروں جو کہ اسے تسلیم کرتا ہے اور اس خططا کار کو بھی جو کہ اسے تسلیم نہیں کرتا ہے، ان میں سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ میرے خیال میں ہم سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ اگر دونوں نے غلطی کی ہے لیکن اگر اس شخص کو معاف نہ کیا جائے جو اپنی غلطی تسلیم کرتا ہے تو یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔

A Surprise from Scripture

یہ سب میرے ذہن میں ایک اور سوال پیدا کرتا ہے: کیا خدا تو قع کرتا ہے کہ ہم اپنے سارے خطاكاروں کو معاف کریں؟ حتیٰ کہ وہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو حلیم نہیں کیا ہے اور اپنی خطاكاروں کو تسلیم نہیں کیا ہے اور معانی کے طلب گار نہیں ہیں؟ جب ہم بالکل کاملاً العکر کرتے ہیں تو ہمیں جواب "نہیں" ملتا ہے۔ جو کہ بہت سے مسیحیوں کو حیران کرتا ہے۔ بالکل بیان کرنی ہے کہ ہمیں ہر ایک سے پیار کرنا چاہیے لیکن یہ تقاضہ نہیں کہ ہم ہر ایک کو معاف کریں۔

مثال کے طور پر کیا یہ سو ہم سے تو قع کرتا ہے کہ ہم اپنے خطاكاروں کو معاف کریں؟ نہیں، وہ ہم سے یہ تو قع نہیں کرتا ہے کہ ہم ہر ایک کو معاف کریں حتیٰ کہ اپنے دشمنوں کو بھی۔ ورنہ وہ ہمیں خطاكار سے صلح کرنے کے چار طریقہ بتاتا جو کہ (متی ۱۸:۱۵۔۷) میں ہیں۔ وہ اقدام جس سے خطاكار کو معانی نہ مانگنے پر برادری سے باہر کیا جاسکتا ہے۔ "اگر تیر ابھائی تیرا گناہ کرے تو جا اور خلوت میں بات چیت کر کے اسے سمجھا۔ اگر وہ تیری سے نہ تو نے اپنے بھائی کو پالیا۔ اور اگر نہ سے تو ایک دوآمدیوں کو اپنے ساتھ لے جاتا کہ ہر ایک بات دو تین گواہوں کی زبان سے ثابت ہو جائے۔ اگر وہ ان کی سننے سے بھی انکار کرے تو تو اسے غیر قوم والے اور محصول لینے والے کے برابر جان"۔

واضح ہے کہ اگر چوتھے قدم تک نوبت پہنچ چکی ہے تو پھر خطاكار کو معانی نہیں دینی چاہیے۔ جیسا کہ برادری سے باہر کرنا اور معاف کرنا ناموفق ہے۔ یہ حیران کن گلتا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ "ہم نے اسے معاف کر دیا ہے اور اپنی برادری سے باہر کر دیا ہے"۔ کیونکہ معانی سے مفہومت ہوتی ہے نہ کہ سزا۔ (آپ کیا سوچیں گے اگر خدا کہے کہ میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے لیکن اب سے آگے کے لیے میرے پاس آپ کے لیے کچھ نہیں ہے؟)۔ یسوع نے ہمیں بتایا ہے کہ برادری سے نکالے گئے شخص کو غیر قوم اور محصول لینے والے کے برابر جائیں۔ ان دو اقسام کے لوگوں سے یہودیوں کا کوئی تعلق نہیں تھا بلکہ یہ نفرت الگیز تھے۔

چوتھے مرحلے میں یسوع نے خاکہ مرتب کیا ہے کہ اگر پہلے، دوسرے اور تیسرا مرحلے پر خطاكار اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتا۔ اگر وہ پہلے مرحلے پر معانی نہیں مانگتا تو اسے دوسرے مرحلے میں لے جاؤ۔ اگر خطاكار آپ کی سے تو پھر کہا جاسکتا ہے کہ تو نے اپنے بھائی کو پالیا (پہلی صلح ہے)۔ مخالفت کا مقصد یہ ہے کہ معانی دی جائے۔ معانی خطاكار کے اعتراف کرنے پر واجب ہے۔ اس لیے (۱) اس امید سے مخالفت کریں کہ خطاكار (۲) اعتراف کریا گا پھر ہم (۳) اسے معاف کریں گے۔

اس سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا یہ تو قع نہیں کرتا کہ ہم اپنے ہم ایماندار بھائی کو، جس نے ہمارے خلاف گناہ کیا ہے، جس نے جھگڑے کے بعد اعتراف نہیں کیا ہے، اس کو معاف کر دیں۔ یہ ہمیں حق نہیں دیتا کہ ہم اپنے خطاكار سے نفرت کریں۔ اس کے مقابلہ، ہم نے اس لیے مخالفت کی کیونکہ ہم اس سے پیار کرتے ہیں اور اسے معاف کر کے صلح کرنا چاہتے ہیں۔ جبکہ یسوع کے بیان کردہ تین مرحلے میں ہر طرح کی مخالفت کی کوشش کی گئی ہے تو پھر چوتھے مرحلے میں یسوع کے احکامات

کی تابعداری کرتے ہوئے اسے برادری سے خارج کر دیا جائے۔ جیسا کہ ہمارا غیر نجات یافتہ لوگوں سے کوئی تعلق نہیں جو شراب پیتے ہیں، زنا کرتے ہیں اور ہم جنس پرست ہیں (۱۔ کرتھیوں ۵:۱۱)۔ ہمارا غیر نجات یافتہ لوگوں سے کوئی سروکار نہیں جو کہ جسم کے کاموں سے تو پہنچ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ ثابت کرتے ہیں کہ وہ حقیقی مسیح نہیں ہیں اور وہ خدا کی کلیسیاء کے لیے بدنامی کا باعث ہیں۔

خدا کی مثالیں

God's Examples

جب ہم مزیداً اپنی ذمہ داری کے بارے سوچتے ہیں کہ ہم دوسروں کو معاف کریں تو ہم حیران ہو گئے کہ خدا ہم سے اس بات کی کیوں توقع کرتا ہے جسے وہ خونہیں کرتا۔ یہیک گنہگاروں کو خدا اپیار کرتا ہے اور اس کا رحم بھرا ہاتھ گنہگاروں کو معاف کرتا ہے۔ وہ اپنے قہر کرو کرتا ہے اور انہیں تو بکا موقع فراہم کرتا ہے۔ لیکن ان کی معافی کا انحصار ان کی تو بہ پر ہے۔ خدا گنہگاروں کو اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک کہ وہ تو بہ نہ کریں۔ پھر ہم کیوں سوچیں کہ وہ ہم سے زیادہ کی توقع کرے یہ ممکن نہیں کہ معاف نہ کرنے کا گناہ خدا کی نظر میں رنجیدہ ہے بلکہ خاص طور پر وہ گناہ جو کہ ہم ان لوگوں کو معاف نہ کر کے کرتے ہیں جو کہ معافی کے طلب گار ہیں۔ یہ لچک بات ہے کہ جیسے ہی یسوع نے کلیسیائی قوانین کا چوتھا مرحلہ مرتب کیا تو پطرس نے کہا۔ ”اے خداوند اگر میرا بھائی میرا گناہ کرتا ہے تو میں کتنی دفعہ اسے معاف کروں؟ کیا سات بار تک۔ یسوع نے اس سے کہا میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ سات بار بلکہ سات دفعہ کے ستر بار تک۔“ (متی ۲۲:۱۸)

کیا پطرس نے سوچتا تھا کہ یسوع اس سے امید کرتا ہے کہ اپنے بھائی کو جو کہ گناہ کا اعتراض نہیں کرتا ہے اسے سو گناہ کرنے پر معاف کرے جبکہ یسوع نے اسے کچھ لمحے پہلے بتایا تھا کہ اپنی غلطی تسلیم نہ کرنے والے بھائی کو غیر قوم اور محصول لینے والے کے برابر جان، جبکہ اس نے ایک بار گناہ کیا ہے۔ یہ عجیب معلوم ہوتا ہے۔ اگر آپ نے کسی کو معاف کر دیا ہے تو اس سے نفرت نہ کریں۔

دوسرسوال جو کہ ہمارے ذہن میں آسکتا ہے اگر یسوع توقع کرتا ہے کہ ہم ایماندار کو سات کے ستر بار معاف کریں جس نے کبھی اپنی غلطی کا اعتراض نہیں کیا، پھر اس نے صرف ایک گناہ کرنے پر شادی ختم کرنے کا حکم کیوں دیا یعنی زنا کاری۔ اگر ہمارا جیوں ساتھی اس سے تو پہنچ کرے تو (متی ۳۲:۵) یہ غیر مطابقت دکھائی دیتا ہے۔

مزیدوضاحت

An Elaboration

جب یسوع نے پطرس کو بتایا کہ وہ اپنے بھائی کو چار سو نوے دفعہ معاف کرے، اس نے پطرس کو سمجھانے کے لیے ایک تمثیل

کہی: ”پس آسمان کی بادشاہی اس بادشاہی کی مانند ہے جس نے اپنے نوکروں سے حساب لیناچاہا۔ اور جب حساب لینے لگا تو اس کے سامنے ایک قرضدار حاضر کیا گیا۔ جس پر اس کے دس ہزار توڑے آتے تھے۔ مگر جو نکہ اس کے پاس ادا کرنے کو کچھ نہ تھا اس لیے اس کے مالک نے حکم دیا کہ یہ اور اس کے بیوی بچے اور جو کچھ اس کا ہے سب بیچا جائے اور قرض وصول کر لیا جائے۔ پس نوکر نے گر کر اسے سجدہ کیا اور کہا اے خداوند مجھے مہلت دے۔ میں تیرسا را قرض ادا کروں گا۔ اس نوکر کے مالک نے ترکھا کر اسے چھوڑ دیا اور اس کا قرض بخشن دیا۔ جب وہ نوکر باہر نکلا تو اس کے ہم خدمتوں میں سے ایک اس کو ملا جس پر اس کے سود بیمار آتے تھے۔ اس نے اس کو پکڑ کر اس کا گلا گھوٹا اور کہا جو میرا آتا ہے ادا کر دے۔ پس اس کے ہم خدمت نے اس کے سامنے گر کر اس کی منت کی اور کہا کہ مجھے مہلت دے۔ میں تجھے ادا کروں گا۔ اور اس نے نہ مانا بلکہ جا کر اسے قید خانہ میں ڈال دیا کہ جب تک قرض ادا نہ کر دے قید رہے۔ پس اس کے تخدمت یہ حال دیکھ کر بہت غمگین ہوئے اور آ کر اپنے مالک کو سب کچھ جو ہوا تھا سنا دیا۔ اس پر اس کے مالک نے اس کو پاس بلا کر اس سے کہا اے شری نوکر! میں نے تجھے وہ سارا قرض اس لیے بخش دیا کہ تو نے میری منت کی تھی۔ کیا تجھے لازم نہ تھا کہ جیسا میں نے تجھ پر رحم کیا، تو بھی اپنے ہم خدمت پر رحم کرتا؟ اور اس کے مالک نے اس سے خفہ ہو کر اس کو جلا دوں کے حوالہ کیا کہ جب تک تمام قرض ادا نہ کر دے قید رہے۔ میرا آسمانی باپ بھی تمہارے ساتھ اسی طرح کریگا اگر تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کو دل سے معاف نہ کرے۔“

(متی: ۲۳:۱۸)

غور کریں کہ پہلا نوکر اس لیے چھوڑا گیا کہ اس نے مالک سے منت کی تھی۔ پھر اس کے ہم خدمت نے بھی اس کی منت کی تھی لیکن اس نے اس کی ایک نہ سنی جس کی وجہ سے مالک بر ہم ہو گیا۔

اسی بنا پر پطرس نے سمجھا کہ یوسف اس سے امید کرتا ہے کہ وہ اپنے اس بھائی کو معاف کرے جس نے اپنی غلطی کا اعتراف نہیں کیا ہے، جو کہ یوسف کی تمثیل سے نمیاں نہیں ہے۔ یہ ناگزیر معلوم ہوتا ہے لیکن یوسف نے کہا کہ اگر پھر بھی تیرا بھائی جھگڑا جاری رکھے تو پھر اسے غیر قوم اور موصول لیںے والے کے برابر جان۔

اس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پطرس نے یوسف کی بتائی گئی سزا کے ذر سے اپنے بھائی کو معاف کرنے کی سوچی۔ یوسف نے وعدہ کیا کہ وہ ہمارے گناہوں کو ہم پر دوبارہ لا گو کریگا اور ہم کو جلا دوں کے حوالہ کر دیگا۔ حتیٰ کہ ہم سب کچھ ادا نہ کر دیں جو کہ ہم ادا نہیں کر سکتے۔ کیا یہ ایک مسکی کے لیے سزا ہے، جو اپنے بھائی کو معاف نہیں کرتا، ایسا بھائی جسے خدا بھی معاف نہیں کرتا ہے۔ اگر کسی بھائی نے میرے خلاف گناہ کیا ہے تو اس نے خدا کے خلاف گناہ کیا ہے اور خدا اسے اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک کہ وہ تو بہ نہ کرے۔ کیا خدا مجھے اس کو معاف نہ کرنے کی سزا دے گا جسے وہ خود معاف نہیں کرتا ہے؟

خلاصہ Summary

یوسف کی یقوت کہ ہم اپنے ہم خدمت بھائی کو معاف کریں کا خلاصہ لوقاے ۳-۲ میں بیان ہے:

”خبردار ہو! اگر تیرا بھائی گناہ کرے تو اسے ملامت کر۔ اگر تو بہ کرے تو اسے معاف کر۔ اور اگر وہ ایک دن میں سات دفعہ

تیرا گناہ کرے اور ساتویں دفعہ تیرے پاس پھر آکر کہے کہ تو بہ کرتا ہوں تو اسے معاف کر۔

یہ کتنا واضح ہے؟ یسوع تو قع کرتا ہے کہ جب ہمارا بھائی تو بہ کرے تو اسے معاف کریں۔ جب ہم دعا کرتے ہیں ”ہمارے قرض ہمیں معاف کر جیسے ہم اپنے قرضداروں کے“ تو ہم خدا سے کہتے ہیں کہ وہ ہم سے بھی وہی کرے جو ہم دوسروں سے کرتے ہیں۔ جب تک ہم اس سے معاف نہیں مانگتے اس وقت تک وہ ہمیں معاف نہیں کرتا ہے۔ تو پھر وہ ہم سے کیوں قع کرتا ہے کہ ہم انہیں معاف کریں جو اپنی غلطی کا اعتراف کر کے معاف نہیں مانگتے؟

لیکن اس کے باوجود بھی ہمیں یہ حق نہیں ملتا کہ ہم اپنے سمجھی بھائی یا بہن کے خلاف اپنے دل میں کینہ رکھیں۔ ہمیں حکم ملا ہے کہ ایک دوسرے سے پیار کریں۔ اس لیے ہمیں حکم ملا ہے کہ جو ہم ایماندار ہمارے خلاف گناہ کرتا ہے، ہم اس کا سامنا کریں تاکہ اس کے ساتھ مفاہمت ہو سکے اور وہ خدا کے ساتھ بھی مفاہمت کر سکے جس کے خلاف اس نے گناہ کیا ہے۔ یہ محبت کر سکتی ہے۔ اکثر سمجھی کہتے ہیں کہ انہوں نے فلاں ہم ایمان بھائی کو معاف کر دیا ہے۔

لیکن یہ معدالت سامنا نہ کرنے کے لیے ہے۔ ان کے عمل سے واضح ہے کہ انہوں نے معاف نہیں کیا ہے۔ وہ ہر قیمت پر خطا کار سے گریز کرتے ہیں لیکن اس کے برخلاف بتیں کرتے ہیں۔ یہ نہیں ہے۔

جب ہم گناہ کرتے ہیں تو خدا روح القدس کے وسیلہ سے ہمیں احساس دلاتا ہے کہ ہم نے گناہ کیا ہے کیونکہ وہ ہم سے پیار کرتا ہے اور ہمیں معاف کرنا چاہتا ہے۔ ہمیں خدا کی نقل کرتا ہے، تاکہ ثابت طریقے سے ہم ایماندار کی مذمت کی جائے جس نے ہمارے خلاف گناہ کیا ہے تاکہ وہ تو بہ کرے اسے معاف کیا جائے اور صلح ہو۔

خدا چاہتا ہے کہ اس کے لوگ ایک دوسرے سے حقیقی محبت کریں ایسی محبت جو کہ مذمت کرے لیکن ایسی محبت نہیں جو کہ کینہ رکھے۔ موئی کی شریعت میں یہ حکم ہے:

”تو اپنے دل میں اپنے بھائی سے بغض نہ رکھنا اور اپنے ہمسایہ کو ضرور ڈالنٹے بھی رہنا تاکہ اس کے سبب سے تیرے سر گناہ نہ لگے۔ تو انتقام نہ لینا اور نہ اپنی قوم کی نسل سے کینہ رکھنا بلکہ اپنے ہمسایہ سے اپنی مانند محبت کرنا۔ میں خداوند ہوں۔“

(اخبار ۱۷-۱۹)

اعتراض An Objection

یسوع نے مرقس ۱۱: ۲۵-۲۶ میں جو کہا ہے وہ کیا ہے؟ کیا اس سے یہ مراد نہیں کہ ہم ہر کسی کو کسی بھی بات پر معاف کریں خواہ وہ معافی مانگے یا نہ مانگے؟

”اور جب تم کھڑے ہوئے دعا کرتے ہو اگر تمہیں کسی سے کچھ شکایت ہے تو اسے معاف کروتا کہ تمہارا بابا پ بھی جو آسمان پر ہے تمہارے گناہ معاف کرے۔ اور اگر تم معاف نہ کرو گے تو تمہارا بابا پ جو آسمان پر ہے تمہارے گناہ بھی معاف نہ کر گیا۔“ یہ آیات پہلے مطالعہ کی گئی آیات پر سبقت لے جاتی ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ کسی کے معافی مانگنے پر اسے معاف نہ کرنا خدا کو رنجیدہ کرتا ہے۔ ہم اسے مختصر حقائق کی روشنی میں یہ کہہ سکتے ہیں۔ یسوع نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اگر ہم خدا سے معافی

چاہتے ہیں تو ہمیں دوسروں کو معاف کرنا ہوگا۔ وہ معانی کے کسی خاص تقاضے کی بات نہیں کر رہا کہ ہم دوسروں سے کیا ماید کریں۔

غور کریں یہوں نے نہیں کہا کہ ہم خدا سے معانی کے لیے اس لیے کہیں کہ اس سے حاصل کریں۔ کیا پھر اس کے علاوہ خدا کی معانی کے بارے نظر انداز کر دے جو کہ باہم میں بیان ہیں (متی ۱۲:۶، یوحنا ۹:۹)؟ کیا ہم یہ تکھیں کہ ہمیں گناہ کرنے کے بعد خدا سے معانی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہوں نے اسے واضح نہیں کیا ہے؟ یہ باہم کی روشنی میں احتمانہ راویہ ہے۔ یہ حادث کے مترادف ہے کہ ہم معانی کے بارے بیان کردہ دوسرے حوالہ جات کو نظر انداز کر دیں۔

ایک اور اعتراض

An Other Objection

کیا یہوں نے ان سپاہیوں کے لیے دعا کی جو اس کے کپڑے تقسیم کر رہے تھے، اے باپ ان کو معاف کر کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ یہ کیا کرتے ہیں، (لوقا ۳۲:۲۳)۔ کیا اس سے یہ مرد نہیں کہ خدا نہیں بھی معاف کرتا ہے جو اس سے معانی نہیں مانگتے؟

یہ حقیقت ہے لیکن کسی خاص زمرے میں ایسا ہوتا ہے۔ اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ خدا معانی کے تقاضا جات کو نظر انداز کر کے ترس دکھاتا ہے۔ خدا کامل ہے، وہ لوگوں کو اس وقت جواب دے کرتا ہے جب وہ بھی جانتے ہیں کہ وہ گناہ کر رہے ہیں۔ سپاہیوں کے لیے کی گئی یہوں کی دعا سے یہ مرد نہیں کہ وہ آسمان پر جائیں گے بلکہ ان پر ابن آدم کے کپڑے تقسیم کرنے کا گناہ نہ لگے، کیونکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کون ہے۔ کیونکہ وہ اسے صرف ایک مجرم کی حیثیت سے جانتے تھے۔ اس لیے خدا نے ان کے اعمال کو ترس کھا کر نظر انداز کر دیا کیونکہ وہ جانتے ہی نہیں تھے کہ وہ کس کے کپڑے تقسیم کر رہے ہیں۔

اسی طرح سے ہمیں بھی دوسروں پر ترس کھانا چاہیے جو کہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کرتے ہیں، جیسا کہ غیر محاجات یافتہ سپاہیوں کو نظر انداز کر دیا گیا۔ یہوں چاہتا ہے کہ ہم غیر محاجات یافتہ لوگوں کو حد سے زیادہ محبت دکھائیں، اپنے دشمنوں سے محبت کریں، جو ہم سے نفرت کرتے ہیں، ان سے اچھا برداشت کریں، جو ہم پر لعنت کرتے ہیں ان کے لیے برکت چاہیں، جو ہم سے برا برداشت کرتے ہیں ان کے لیے دعا کریں (لوقا ۲۷:۲۸۔ ۲۸:۲۷)۔ ہمیں ان کے دلوں کو محبت سے نرم کرنا ہے، اچھائی سے برائی پر غالب آنا ہے۔ یہ نظر یہ موئی کی شریعت میں بھی بیان ہے۔

لیکن یہوں نے دعا یہ کی کہ خدا اسے ستانے والوں کو معاف کر دے؟ نہیں۔ یہودا کے بارے اُس نے ایسا نہیں کہا۔ مثال کے طور پر اُس نے کہا، ”اگر وہ آدمی پیدا نہ ہوتا تو اُس کے لئے اچھا ہوتا“، لیکن متی ۲۶:۲۷۔ یقیناً یہوں نے خدا سے یہودا کی معانی کی دعائیں مانگی تھی۔

اس کے برعکس ہم زبور ۲۹، اور زبور ۱۰۹ کے مطابق یہوں کی الہامی دعاؤں پر غور کرتے ہیں۔

جیسا کہ پطرس نے اعمال: ۱۵-۲۰ میں نمایاں کیا ہے۔

یسوع کی دعا سے یہوداہ پر عدالت لا گو ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس نے علمی میں نہیں بلکہ جانتے بوجھتے گناہ کیا تھا۔

یسوع کے نقش قدم پر چلنے والے لوگوں کی مانند ہمیں بھی اپنے قصور واروں کو معاف کرنا چاہئے۔

”اگر تیرے دشمن کا تیل یا گدھا تجھے بھلتا ہوا ملے تو ضرور اسے اس کے پاس پھیر کر لے آتا۔ اگر تو اپنے دشمن کے گدھ کو

بوجھ کے نیچے دبا جواد کیکھے اور اس کی مدد کرنے کو جی بھی نہ چاہتا ہو تو ضرور اسے مدد دینا۔“ (خروج ۵: ۲۳)

”اگر تیرا دشمن بھوکا ہو تو اسے روٹی کھلا اور اگر پیاسا ہو تو اسے پانی پلا۔ کیونکہ تو اس کے سر پر انگاروں کا ڈھیر لگائے گا اور

خداوند تجھ کو اجر دیگا۔“ (امثال ۲۱: ۲۵-۲۲)

یہ لچک ہے کہ یسوع نے ہمیں اپنے دشمنوں سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے، ان لوگوں کے لیے اچھا چاہے جو ہم سے نفرت کرتے ہیں، جو ہم پر لعنت کرتے ہیں ان کے لیے برکت چاہیں اور ان لوگوں کے لیے دعا کریں جو ہم سے نارواں لوک کرتے ہیں (لوقا ۶: ۲۷-۲۸)۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ ان میں سے کسی کو بھی معاف کریں۔ ہم ان سے محبت نہیں کر سکتے ہیں بلکہ ان سے محبت کریں جیسا کہ خدا نے حکم دیا ہے۔ ان کے لیے پیار ہمارے اعمال سے عیاں ہو گا۔

صرف اس وجہ سے کہ یسوع نے ان سپاہیوں کے لیے باپ سے معافی چاہی، ہمیں اس سے یہ مراد نہیں لئی چاہیے کہ ہم باہم کی بیان کردہ باقی مانندہ تعلیم کو نظر انداز کر دیں۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم ان لوگوں کو معاف کریں جو اس گناہ سے ناواقف ہیں جو ہمارے خلاف کرتے ہیں، اور غیر نجات یافتہ لوگوں کو حد سے زیادہ رحم اور ترس دکھائیں۔

یوسف کے متعلق

About the Joseph

یوسف نے مہربانی کر کے اپنے ان بھائیوں کو معاف کر دیا جنہوں نے اسے غلام بننے کے لئے تجھ دیا تھا۔ اکثر یہ مثال اس صورت میں دی جاتی ہے جب ہم یہ سوچتے ہیں کسی ایک کو یا ہر ایک کو معاف کیا جائے جس نے ہمارا قصور کیا ہو۔ حتیٰ کہ گھمٹنڈی اور معافی نہ مانگنے والوں کو بھی۔

لیکن یوسف کی کہانی ہمیں کیا سبق دیتی ہے؟ نہیں ایسا نہیں ہوتا۔

یوسف اپنے بھائیوں کو ایک سال تک آزماتا رہتا کہ انہیں تو بتک لائے یہاں تک کہ اس نے اپنے بھائیوں میں سے ایک کو کئی مہینوں تک مصر میں قید کئے رکھا (پیدا ایش ۲۲: ۲۲) جب تک اس کے بھائیوں نے اپنا جرم پوری طرح قبول نہیں کر لیا تھا۔ اور ان میں سے ایک نے اپنے باپ کے مقبول ترین بیٹے کا فدید یہ دینے کی پیش کش نہ کر دی۔ (پیدا ایش ۲۲: ۳۳) تو یوسف نے جانا کہ اب یہ وہ پرانے حاسد اور خود غرض نہیں رہے جنہوں نے اسے غلامی میں فروخت کیا تھا۔ اسی لمحہ یوسف نے اپنے آپ کو اُن پر ظاہر کر دیا اور ان کے ساتھ حلی اور مہربانی سے پیش آیا۔

کیا یوسف نے انہیں فی الفور معاف کر دیا، انہوں نے تو بھی نہیں کی تھی۔

- یہ پیغام ہمیں سکھاتا ہے کہ ہم اپنے قصور و اروں کو غیر مشروط طور پر معاف کریں۔ اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔
- 1- ظاہری معانی؛ لیکن اس سے صلاح جنم نہیں لے پاتی۔
- 2- قصور و ارجومعانی نہ مانگیں لیکن روحانی طور پر بڑھ جائیں۔

متی:۱۵-۷ اکی ریاضت

The Practice of Matthew 18:15-17

بیشک یوسع کے مرتب کردہ چار اصول سمجھتے میں میں بے حد آسان ہیں لیکن ان عمل پیرا ہونا مشکل ہے۔ جب یوسع نے چوتھا مرحلہ مرتب کیا تو اس نے اس نقطہ نظر سے اسے ترتیب دیا کہ بھائی (الف) جانتا ہے کہ بھائی (ب) نے میرے خلاف گناہ کیا ہے۔ حقیقت میں بیشک بھائی (الف) غلطی پر ہو۔ آئین ایسی صورتحال کا تصور کریں جس میں ہر گمانہ حرکت کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

اگر پہلا بھائی جانتا ہے کہ دوسرے بھائی نے اس کے خلاف گناہ کیا ہے، اس بات کی تسلی کر لینی چاہیے کہ وہ محض تقدیمی تو نہیں کر رہا۔ چھوٹی چھوٹی غلطیاں نظر انداز کر کے معاف کر دینا چاہیے (متی ۷:۳-۵)۔ اگر بھائی (الف) نے بھائی (ب) کی کسی بات کا برآمدنا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی مذمت کرے۔

وہ یوسع کے حکم کی تابع داری کرتے ہوئے اسے علیحدگی میں پیار کے ساتھ سمجھائے۔ اس کا مقصد پیار و محبت اور صلح کرنا ہو۔ وہ کسی کو اس کے گناہ کے بارے نہ بتائے۔ ”محبت بہت سے گناہوں پر پردہ ڈلتی ہے“ (اپلس ۸:۲)۔ اگر ہم کسی سے پیار کرتے ہیں تو اس کے گناہ کو عیاں کرنے کی بجائے اس پر پردہ ڈالیں گے۔

اس کی غلطی کی مذمت اچھے انداز میں کی جائے جس سے محبت نہیاں ہو۔ اسے اس طرح سے کہنا چاہیے ”بھائی میں آپ کے اور اپنے تعلق کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن کچھ ایسا رونما ہوا ہے جس سے میرے دل میں آپ کے لیے دیوار کھڑی ہو گئی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ دیوار قائم رہے اس لیے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ نے میرے خلاف گناہ کیا ہے، ہم میں ملاپ کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ ہاں اگر میں نے اس میں کوئی کردار ادا کیا ہو تو مجھے بتائیں“۔ پھر وہ محبت بھرے انداز میں دوسرے بھائی کو بتاسکتا ہے کہ اس نے کیا غلطی کی ہے۔

اکثریتی معاملات میں بھائی (ب) کو علم نہیں کہ اس نے بھائی (الف) کوٹھیں پہنچائی ہے، جیسے ہی اسے اس کا علم ہو گا وہ معانی مانگے گا۔ اگر ایسا ہی ہو تو بھائی (الف) فوراً بھائی (ب) کو معاف کر دیگا اور اس طرح سے پھر میل ملاپ ہو جائے گا۔ دوسری ممکنہ صورتحال یہ ہے کہ دوسرے بھائی اپنی صفائی اس طرح پیش کریگا کہ میں تو صرف ادا کاری کر رہا ہوں لیکن غلطی تو پہلے بھائی سے سرزد ہوئی تھی۔ ایسی صورتحال میں بھائی (ب) نے پہلے ہی بھائی (الف) کی مذمت کی ہے۔ لیکن آخر کار اب بات

چیت شروع ہو گئی ہے اور صلح کی امید ہے۔

اس طرح کی صورتحال میں فریقین بات چیت کر سکتے ہیں کہ کیا مسئلہ تھا اور اپنی اپنی غلطی تسلیم کر کے ایک دوسرے کو معاف کر سکتے ہیں۔ اس طرح سے صلح کا کام تکمیل کو پہنچتا ہے۔ تیسرا صورتحال میں فریقین صلح کرنے میں ناکام ہوتے ہیں تو پھر انہیں دوسرے مرحلہ میں جانا پڑتا ہے۔

دوسرا مرحلہ Step Two

بہتر یہ ہو گا کہ فریقین باہم متفق ہو کر کس کو ثالث بنائیں۔ ہم تصور کرتے ہیں کہ بھائی (ج) اور بھائی (د) فریقین کو جانتے اور محبت کرتے ہیں اور اکے لیے منصافانہ خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ صرف بھائی (ج) اور (د) ہی کو فریقین کا جھگڑا بتائے جائے۔

اگر بھائی ب اس نقطہ پر متفق نہیں تو پھر بھائی (الف) کو چاہیے کہ وہ کسی اور کی تلاش کرے کہ وہ ان کی صلح کرائے۔ اگر بھائی (ج) اور (د) انہیں تو اس وقت تک فیصلہ نہ دیں جب تک کہ وہ فریقین کا نقطہ نظر نہ سن لیں۔ جب ثالثی اپنا فیصلہ نہ دیں تو پھر فریقین کو انہیں تسلیم کرنا چاہیے اور ایک دوسرے سے معدتر کرنی چاہیے اور فیصلہ کے مطابق فریقین کو یا ان میں سے ایک کو حس طرح کہا گیا ہے اس کے مطابق صورتحال کو برقرار کریں۔

بھائی (ج) اور (د) کو ضرورت سے زیادہ منصافانہ برداشت نہیں کرنا چاہیے کہ فریقین کو ایک دوسرے سے معدتر کرنے کا کہیں جبکہ غلطی ایک فریق کی ہو۔ انہیں ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اگر فریقین میں سے کوئی بھی ان کے فیصلے کو رد کر دے تو پھر معاملہ کلیسیاء میں چلا جائے گا اور ان کا کیا گیا فیصلہ سارے لوگوں کے سامنے آئے گا۔ ایسی صورتحال میں بھائی (ج) اور (د) کو فریقین سے دوستی رکھنے کے لیے سچائی سے کام لینا چاہیے۔ اسی وجہ سے ایک نج سے دونج بہتر ہیں تاکہ ایک دوسرے کو سچائی کے لیے مضبوط کر سکیں۔ مزید برآں ان کا فیصلہ فریقین کے لیے بوجہ بن جائے گا۔

تیسرا مرحلہ Step three

اگر بھائی (الف) اور (ب) ثالثی بھائی ڈی اور سی کے فیصلے کو رد کر دیتے ہیں تو پھر مسئلہ کلیسیاء کے سامنے رکھا جائے۔ بڑے چرچ میں تیسرا مرحلہ نہیں حل کیا جاتا اس کی ایک اچھی وجہ یہ ہے کہ فرقہ بندی میں کلیسیاء قیم ہو جاتی ہے۔ یہوں نے بڑی کلیسیاء سے متعلقہ تیسرا مرحلہ بیان نہیں کیا۔ یہ چھوٹی کلیسیاء سے متعلقہ ہے جہاں سب خاندان کی طرح ایک دوسرے کی پروادہ کرتے ہیں، یہ مرحلہ ایسی کلیسیاء پر لاگو ہوتا ہے۔ بڑے چرچ میں یہ اس طرح سے لاگو ہو سکتا ہے کہ اس میں گروپ بنائے جائیں، کیونکہ وہ بھائی (الف) اور (ب) کی پروادہ کرتے ہیں۔ اگر بھائی (الف) اور (ب) مختلف مقامی کلیسیاؤں سے ہیں تو پھر مختلف کلیسیاؤں سے موزوں افراد فیصلہ کرنے والی مقامی کمیٹی کی خدمت سرانجام دے سکتے ہیں۔ جب کلیسیاء اپنا فیصلہ دے دے تو پھر فریقین کو اسے تسلیم کر لینا چاہیے ورنہ انہیں مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ معدتر کروائی جائے معانی

دلائی جائے اور میل ملاپ کروایا جائے۔

اگر فریقین میں سے کوئی فریق معدود نہیں کرتا تو اسے چرچ سے برخاست کر دیا جائے اور کوئی بھی اس سے رفاقت نہ رکھے۔ اکثر ایسا روایہ کرنے والا شخص خود ہی دوسروں سے لائق ہو جاتا ہے جب تک کہ وہ فیصلے پر عمل پیر انہیں ہوتا۔ یہ اس کی اپنے روحانی خاندان سے عدم محبت کا واضح ثبوت ہے۔

عام مسئلہ

A common Problem

بڑی تظیموں کے گرجہ میں لوگ اپنے بھگڑے سمینے کی غرض سے کسی اور گرجہ میں ٹپے جاتے ہیں جہاں پر پادری ہر قیمت پر خدا کی بادشاہی بڑھانا چاہتا ہے اور اس کے دوسراے خادموں کے ساتھ کوئی حقیقی تعلقات نہیں ہوتے، وہ ایسے لوگوں کو خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کی کہانیاں سن کر ان کی حمایت کرتے ہیں۔ یہ یسوع کے صلح کے لیے دیے گئے مراحل کو بے اثر بنا دیتے ہیں، عموماً چند ماہ یا سال کے بعد یہ غلطی سرزد کرنے والا شخص اس کلیسیاء میں بھی غلطی کرنے کے بعد کسی اور کلیسیاء کی ملاش کرتا

ہے۔

یسوع کی توقع تھی کہ کلیسیاء کا جنم اتنا ہو کہ وہ کمرے میں پیٹھ کر عبادت کر سکیں تاکہ پاسبان، ایلڈر اور دوسراے آنے والے خادم یسوع کے بدن کے ساتھ مل کر کام کر سکیں۔ پھر ایک کلیسیاء سے خارج کرنے سے مراد تمام کلیسیاؤں سے اخراج ہے۔ ہر پادری اور ایلڈر کی ذمہ داری ہے کہ نئے آنے والے مسیحی سے اس کے سابقہ چرچ کے بارے معلوم کریں پھر اس کلیسیاء کے پادری سے رابط کر کے معلوم کریں کہ آیا اس شخص کو ہم اپنی کلیسیاء میں خوش آمدید کیں یا نہیں۔

پاک کلیسیاء کے لیے خدا کا ارادہ

God's Intention for a Holy Church

بڑی کلیسیاؤں کا سب سے پہلا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں مجرمان بہت زیادہ ہوتے ہیں اور ان میں سے اکثریت دکھاوے کے لیے آتی ہے۔ ان کے زیادہ تر تعلقات سماجی نوعیت کے ہوتے ہیں اس لیے وہ کسی کے جواب دہ نہیں ہوتے حتیٰ کہ پادری بھی نہیں جانتا کہ وہ کیسی زندگی بُر کرتے ہیں، اور اس طرح کے ناراست لوگ کلیسیاء کے نام پر دھبہ ہیں۔ ان میں اورغیر ایمانداروں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

یہ قاری پر خود ہی واضح کرتا ہے کہ تنظیمی کلیسیاء خدا کے پاک ارادے کے مطابق نہیں ہے۔ ناراست اور منافق لوگ ان تنظیمی چرچوں میں چھپ جاتے ہیں جو کہ یسوع کے نام کی بے قدری کرتے ہیں۔ اس کے بارے میں ہم متی ۱۸:۱۵۔۱۷ میں پڑھتے ہیں۔ یسوع نے واضح کیا ہے کہ اس کی کلیسیاء پاک لوگوں پر منی ہو گی جو کہ اپنی زندگیاں اس کے لیے وقف کر دیں گے۔ دنیا

اس کلیسیاء کو دیکھئے تو اس کی لہن کو دیکھئے گی۔ تاہم وہ کبی کو دیکھتے ہیں جو کہ اپنے خاوند سے وفا دار نہیں ہے۔ جب پولوس نے کرنھیوں کی کلیسیاء سے عین صورتحال میں خطاب کیا تو اس سے شخصی پاکیزگی کا الی ارادہ ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ اس کلیسیاء میں ایک شخص اپنی سوتیلی ماں سے ناجائز تعلقات رکھتا تھا۔

”یہاں تک سننے میں آیا ہے کہ تم میں حرامکاری ہوتی ہے بلکہ ایسی حرامکاری جو غیر قوموں میں بھی نہیں ہوتی، چنانچہ تم میں سے ایک شخص اپنے باپ کی بیوی کو رکھتا ہے۔ اور تم افسوس تو کرتے ہیں تاکہ جس نے یہ کام کیا وہ تم میں سے نکالا جائے بلکہ شیخی مارتے ہو۔ لیکن میں گو جسم کے اعتبار سے موجود نہ تھا مگر روح کے اعتبار سے حاضر ہو کر گویا بحالت موجودگی ایسا کرنے والے پر حکم دے چکا ہوں۔ کہ جب تم اور میری روح ہمارے خداوند یسوع کی قدرت کے ساتھ جمع ہو تو ایسا شخص ہمارے خداوند یسوع کے نام سے جسم کی ہلاکت کے لیے شیطان کے حوالے کیا جائے تاکہ اس کی روح خداوند یسوع کے دن نجات پائے..... میں نے اپنے خط میں تم کو یہ لکھا تھا کہ حرامکاروں سے صحبت نہ رکھنا۔ یہ تو نہیں کہ بالکل کہ دنیا کے حرامکاروں یا الائچیوں یا ظالموں یا بت پرستوں سے ملتا ہی نہیں کیونکہ اس صورت میں تم کو دنیا ہی سے نکل جانا پڑتا۔ لیکن میں نے تم کو درحقیقت یہ لکھا تھا کہ اگر کوئی بھائی کہلا کر حرامکاری یا الائچی یا بت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا ظالم ہو تو اس سے صحبت نہ رکھو بلکہ ایسے کے ساتھ کھانا تک نہ کھانا۔ کیونکہ مجھے باہر والوں پر حکم کرنے سے کیا واسطہ؟ کیا ایسا نہیں ہے کہ تم تو اندر والوں پر حکم کرتے ہو۔ مگر باہر والوں پر خدا حکم کرتا ہے؟ پس اس شریر آدمی کو اپنے درمیان سے نکال دو۔“

(۱۔ کرنھیوں ۱۳:۹، ۵:۱)

ایسے شخص کے ساتھ میل ملا پ کی کوئی صورت نہیں کیونکہ وہ ایماندار نہیں ہے۔ پولوس نے اس کو ”نامی بھائی“ اور ”حرامکار“ کہا ہے۔ چند آیات کے بعد پولوس مزید بیان کرتا ہے۔

”کیا تم نہیں جانتے کہ بدکار خدا کی بادشاہی کے وارث نہ ہو گئے؟ فریب نہ کھاؤ۔ نہ حرامکار خدا کی بادشاہی کے وارث ہو گئے، نہ بت پرست، نہ زنا کار، نہ عیاش، نہ لوٹنے باز، نہ چور، نہ لا لائی، نہ شرابی، نہ گالیاں بکنے والے نہ ظالم۔“

(۱۔ کرنھیوں ۶:۹-۱۰)

واضح ہے کہ پولوس کا ایمان ہے کہ ایسے برے لوگ، جیسا کہ کرنھیوں کی کلیسیاء کے وہ شخص جو کہ اپنے ایمان کو جھوٹ سے ورغراہے ہیں۔ ایسے لوگوں سے میکی سمجھ کہ برتاونہ کیا جائے اور نہ ہی صلح کے چوتھے مرحلہ کا اطلاق کیا جائے۔ ایسے لوگوں کو کلیسیاء سے خارج کر دیا جائے ”شیطان کے حوالے کر دیا جائے۔“ تاکہ کلیسیاء ان کے شر سے بچ جائے۔ اگر وہ اس غرض سے تو بکرتے ہیں کہ ”خداوند یسوع مسیح کے دن نجات پائیں۔“ (۱۔ کرنھیوں ۵:۵)

پوری دنیا میں بڑے گرجگھروں میں اکثر ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو کہ محض میکی ہونے کا ذرا مہ کرتے ہیں جبکہ وہ حقیقی میکی نہیں ہیں اور انہیں کلیسیاء سے خارج کر دینا چاہیے۔ باتیل واضح کرتی ہے کہ ہمیں کلیسیاء میں سے ایسے لوگوں کو جو کہ حرامکاری، زنا کاری، ہم جنس پرستی اور نشر کرتے ہیں نکال دینا چاہیے۔ آج ایسے لوگوں کو فضل کے علم کے تحت کلیسیاء کے مختلف گروپوں میں رکھا جاتا ہے جہاں وہ دوسرے ایمانداروں کو بھی گرانے کا سبب بنتے ہیں۔ یہ انجیل کی بر ملا توہین ہے۔

Fallen Leaders

ایسا راہنما جو کہ گناہ میں گر گیا تھا لیکن تو بے کرنے پر اس کی جگہ پر بحال کر دینا چاہیے۔ کیونکہ خدا اس راہنما کو معاف کر دیتا ہے تو پھر کلیسیا کو بھی اسے معاف کر دینا چاہیے، یہ راہنما اپنے قائدین کی نظر میں اپنا وقار اور اعتبار کھو چکا ہے۔ اعتبار ہمیشہ کم کیا جاتا ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ وہ راہنما اپنے آپ کو اس عہدے پر فائز نہ رکھ بلکہ روحانی طور پر ترقی کر کے پھر سے اپنا اعتبار بحال کرے۔ جو لوگ اپنے آپ کو چھوٹے عہدے پر کام کر کے اپنا اعتبار قائم نہیں کرتے ہیں تو وہ کسی کا بھی اعتبار حاصل نہیں کر سکتے۔

خلاصہ Summary

شاگرد ساز خادم اس لیے بلا یا گیا ہے کہ ”وقت اور بے وقت مستدرہ، ہر طرح کے تھل اور تعلیم کے ساتھ سمجھادے اور ملامت اور فحیث کر“۔ (۲:۳ تین تھیس)

ہمیں اپنی بلاہٹ سے شرمانے کی ضرورت نہیں۔ آئیں ہم اپنے شاگردوں کو سکھائیں کہ ایک دوسرے کو معاف کر کے حقیق محبت ظاہر کریں۔ اچھے طریقے سے ایک دوسرے کی نہمت کریں۔ اگر ضرورت پڑے تو دوسروں کی مدد میں اضافی اصلاح کی جائے، اگر کوئی معافی مانگے تو اسے معاف کیا جائے۔ یہ اس جھوٹی معافی سے بہتر ہے جو کہ ٹوٹے ہوئے تعلقات کو بحال نہیں کر سکتی۔ آئیں ہم ہر حال میں خدا کی تابعداری کرتے ہوئے اس کی کلیسیا کو خالص اور پاک بنائیں تاکہ اس کے نام کو جلال ملے۔

اصلاح، نہمت اور کلیسیاء کے اصول کے بارے مزید پڑھنے کے لیے مندرجہ ذیل حوالہ جات کا مطالعہ کریں: رو میوں ۱۷:۲۰، ۲۱:۱۸۔ کرنھیوں ۱:۱۳۔ ۳:۲۔ گلتیوں ۲:۱۲۔ ۲:۱۳۔ ۲:۱۴۔ ۳:۱۵۔ ۱:۱۵۔ ۱:۱۶۔ ۲۰:۵۔ ۱۹:۵۔ ۱۰:۳۔ ۱۱:۱۰۔ یو جنا: ۱۰:۱۱۔